امام جصاصؒ کی سحر کے حوالے سے تفسیری تعبیرات اور اعتزال: ایک تنقیدی جائزہ

غلام شمس الرحمٰن

Abstract:

"Sihr (witchcraft, magic) is prohibited in Islam. However, there are multiple understandings of Sihr in Muslim tradition. The Mu'tazila (a group of predominantly rationalist theologians) believe that Sihr is only a trickery. The magicians deceive the innocent and simple people by their tricks and they bewitch their eyes, consequently people cannot see what is really happening. Otherwise, there is no reality in their magic. On the other hand, the Sunni theologians argue that there is reality in Sihr and witchcraft as the Quran and Prophetic traditions affirm the magicians' ability to harm the people. Imam Jassas is a leading Hanafi Sunni of the fourth century of Islam. Interestingly, he validates the mutazali's understanding of Sihr. Therefore, he is considered as a Mutazili scholar in some Sunni as well as Mutazili circles. The present paper aims to study Jassas' interpretations of Sihr as presented by him in his magnum opus Ahkam al-Quran. This investigation leads us to the conclusion that Jassas, being an outstanding jurist, has an independent judgment on Sihr that is identical to that of the Mutazila. It is not justified to consider him as a Mutazili on the basis of his standpoint on Sihr, particularly when he criticized and refuted the Mutazili doctrine and teachings in his works."

Key words: Tafsir, Sihr, witchcraft and miracles, Imam Jassas, Mutazila and Sunni theology. Islamic Jurisprudence,

امام احمد بن علی الرازی الجصاصؒ (م ۳۷۰ھ) کا شمار چوتھی صدی کے آئمہ فقہاء میں ہوتا ہے۔ فقہاء

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

احناف نے فقہ حنفی کے علماء کو سات طبقات میں اُن کی قابلیت کی بنیاد پر تقسیم کیا گیا ہے جس کے مطابق پہلے طبقے میں مجتہدین فی الشرع، دوسرے میں مجتہد فی المذاہب، تیسرے میں مجتہد فی المسائل، چوتھے میں اصحاب تخریج، پانچویں میں مقلدین اصحاب تخریج، چھٹے میں مقلدین اصحاب متون ہیں جو قوی اور ضعیف روایات میں امتیاز کر سکتے ہیں اور ساتویں طبقے میں وہ لوگ ہیں جو صرف مقلدین ہیں اور اس بات پر قادر نہیں کہ کھوٹے کو کھرے سے جدا کر سکیں۔ بعض علمائے احناف نے امام جصاصؒ کو چوتھے طبقہ کے اصحاب تخریج میں شمار کیا ہے۔[(۱)] جس کے حوالے سے ابو الفوارس النعسانی لکھتے ہیں کہ بعض فضلاء نے تعصب سے کام لیا ہے اور یہ انتہائی ناانصافی اور آپ کی ناقدر شناسی ہے جس نے بھی اُن کی تصانیف اور اُن کے اقوال پر غور وفکر کیا اور امعان نظر سے دیکھا وہ اس حقیقت کو نہیں ٹھکرا سکتا کہ طبقہ مجتہدین میں ایسے علماء ہیں جو آپ کے علمی طور پر محتاج نظر آتے ہیں۔ جب معاملہ یوں ہے تو پھر آپ اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کو مجتہد فی المذاہب میں شمار کیا جائے۔[(۲)] دوسری طرف بعض قدیم کتب میں امام جصاصؒ کا شمار معتزلہ میں کیا گیا ہے جس کی وجہ سے یہ دعویٰ کیا جاتا کہ آپ کا میلان اعتزال کی طرف تھا۔ ابوسعد الجشمی اور قاضی عبدالجبار نے طبقات معتزلہ میں امام جصاصؒ کا شمار بارہویں طبقے میں کیا ہے۔[(۳)] اسی طرح محمد بن احمد الذہبیؒ لکھتے ہیں کہ ان کی تصانیف میں واضح طور پر اعتزال کی طرف میلان پایا جاتا ہے۔[(۴)] تاہم امام جصاصؒ کی کتب میں دو مسائل ایسے ملتے ہیں جن میں اُن کی رائے معتزلہ کے قریب ترین ہے۔ اُن میں سے ایک کا تعلق رویت باری تعالیٰ سے ہے جبکہ دوسرے کا تعلق سحر سے ہے۔[(۵)] اس مقالہ میں امام جصاصؒ کی سحر کے حوالہ سے آراء کا تنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے اور اس امر کا تعین کیا گیا ہے کہ انکی طرف اعتزال کی نسبت کس حد تک کی جاسکتی ہے۔

سحر اور اس کی بنیادی مباحث

امام ابوبکر الجصاصؒ نے سورۃ البقرۃ کی آیت ''وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا ھُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ڜ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ''[(۶)] کی تفسیر میں ''سحر کے معنی ومفہوم'' اس کی حقیقت اور اقسام، سحر اور معجزہ کے درمیان فرق اور جادوگر کی سزا کے بارے میں فقہاء کرام کی آراء کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ امام جصاصؒ اہل سنت کے نظریہ کے خلاف جادو کی حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے اور اس ضمن میں وارد ہونے والی آیات کی توجیہات کرتے ہیں اور روایات کی عقلی دلائل سے تردید کرتے ہیں۔

سحر کا معنی ومفہوم

امام جصاصؒ کہتے ہیں: سحر کا لغوی معنی ہے ''مالطف وخفی سببہ'' وہ چیز جو بہت لطیف ہو اور اس کا سبب ہماری نظروں سے اوجھل ہو۔ اور سحر ''س'' کے زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس سے مراد غذا ہوتی ہے اور اس میں بھی خفا کا معنی پایا جاتا ہے کیونکہ غذا کی نالیاں بہت باریک ہوتی ہیں۔ لبید کا قول ہے:

ارانا موضعین لامر غیب ونسحر بالطعام والشراب

اس شعر کے دو معانی بن سکتے ہیں۔ ۱۔ نسحر، یعنی ہمیں غذا دی جاتی ہے۔ ۲۔ ہمیں کھانے پینے کی اشیاء کے ساتھ فریب خود وہ شخص کی طرح دھوکے اور بہلاوے میں رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح السحر پھیپھڑے اور حلق سے متصل جگہ کو بھی کہتے ہیں اور اس میں بھی خفا کا معنی پایا جاتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کا قول ہے: ''توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین سحری ونحری''[۷] اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ''[۸] کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق اس مخلوق سے ہے جو کھاتی پیتی ہے۔ اور اسی مفہوم پر اللہ تعالیٰ کے یہ ارشادات دلالت کرتے ہیں: ''وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا''[۹] اور یہ فرمان: ''مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ''[۱۰] اور یہاں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ بھی ہماری طرح پھیپھڑوں والا ہے۔ مزید برآں جسم کے ان حصوں کے لیے سحر کا لفظ اس لیے استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ اعضاء انتہائی لطیف اور کمزور ہونے کے باوجود جسم کا قوام انہیں پر ہوتا ہے۔ لغوی طور پر سحر کے یہی معنی بیان کیے گئے ہیں۔ پھر اس کا اطلاق ہر اس امر پر ہونے لگا جس کا سبب مخفی ہو۔ اور اس کا تخیل اس کی حقیقت کے خلاف دیا گیا ہو اور اس میں ملمع کاری اور فریب دہی ہو۔ جب اس کو مطلق ذکر کیا جائے تو یہ اپنے فاعل کی مذمت کا مفہوم ادا کرتا ہے۔ اور اگر مقید صورت میں ذکر کیا جائے تو ایسے کاموں میں استعمال ہوتا ہے جن کی مدح وستائش کی جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے: ''ان من البیان لسحر''[۱۱] (بعض گفتگو جادوئی اثر رکھتی ہے)۔ امام جصاصؒ کی مکمل روایت حسب ذیل ہے: قال الجصاص: حدثنا عبد الباقی قال: حدثنا ابراهیم الحرافی قال: حدثنا سلیمان بن حرب قال: حدثنا حماد بن زید عن محمد بن الزبیر قال: قدم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الزبرقان بن بدر وعمرو بن الاهتم وقیس بن عاصم۔ فقال لعمرو خبرنی عن الزبرقان فقال: مطاع فی نادیة، شدید العارضة، مانع وراء ظهره فقال الزبرقان: هو اللہ یعلم انی افضل منه فقال عمرو انه زمر المروة، ضیق العطن، احمق الاب، لیئم الخال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: صدقت فیهما ارضانی فقلت احسن ما علمت واسخطنی فقلت السواء ما علمت فقال علیه اسلام: ان من البیان لسحراً''[۱۲] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض طرز تکلم کو جادو قرار دیا۔ کیونکہ جادو بیان شخص میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ ایک صحیح نظریہ جس میں خفا ہوتا ہے اس کو اپنی جادو بیانی سے واضح کردے اور پوشیدگی دور کردے۔ یہی وہ جائز

جادو بیانی ہے جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمرو بن الاھتم سے ناراض نہیں ہوئے۔

ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے سامنے بڑے فصیح وبلیغ انداز میں گفتگو کی تو آپ نے فرمایا: قسم بخدا یہی حلال سحر ہے اور یہ اپنی گرم گفتاری کے باعث ایک غلط نظریہ کو درست ثابت کر سکتا ہے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ جب لفظ ''السحر'' کو مطلق ذکر کیا جائے تو اس کا اطلاق اس چیز پر ہوتا ہے جس میں ایسی ملمع سازی ہو اور بناوٹ ہو جو باطل پر مبنی ہو اور اس کی نہ کوئی حقیقت ہو اور نہ اس کو ثبات ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''سَحَرُوٓا اَعۡیُنَ النَّاسِ''[۱۳] یعنی فرعون کے جادوگروں نے ایسی مہارت اور فنکاری کا مظاہرہ کیا کہ انہیں ان کی رسیاں اور لاٹھیاں دوڑتی ہوئی نظر آئیں۔ دوسرے مقام پر فرمایا: ''یُخَیَّلُ اِلَیۡہِ مِنۡ سِحۡرِھِمۡ اَنَّھَا تَسۡعٰی''[۱۴] اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی کہ وہ جن رسیوں کو دوڑتا ہوا گمان کر رہے ہیں درحقیقت ایسا نہیں ہے بلکہ یہ محض ان کا تخیل ہے۔ اور اس بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ لاٹھیاں اندر سے خالی تھیں اور ان میں پارہ بھرا ہوا تھا۔ اسی طرح چمڑے کی رسیوں میں پارہ بھرا ہوا تھا۔ مقابلے سے پہلے جادوگروں نے رسیاں اور چھڑیاں ڈالنے کی جگہ کے نیچے نالیاں بنا کر ان میں انگارے بھر دیئے تھے پھر جب یہ رسیاں اور چھڑیاں ان پر پھینکی گئیں تو پارہ گرم ہونے کی وجہ سے ان میں حرکت آ گئی۔ کیونکہ پارے کی یہ خاصیت ہے کہ جب وہ گرم ہوتا ہے تو حرکت میں آ جاتا ہے اس وجہ سے اللہ نے بتایا کہ ان کے گرم ہونے کی وجہ سے ان میں حرکت آ گئی ہے وگرنہ اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ اہلِ عرب ملمع شدہ زیورات کو مسحور کہتے ہیں تو اس لیے کہ یہ دیکھنے والوں کی نظروں کو دھوکا میں ڈال دیتے ہیں اور اپنے سحر میں لیتے ہیں۔ پس حق بات کو واضح کرنے والی جادو بیانی حلال ہے لیکن جس جادو بیانی سے باطل کو ملمع کاری سے حق کی صورت میں پیش کیا جائے وہ قابل مذمت ہے۔

سحر کی اقسام

امام جصاصؒ نے سحر کی اقسام بیان کی ہیں جن میں سے بعض ایسی ہیں جن کی وجہ سے کفر لازم آتا ہے جبکہ بعض کی وجہ سے آدمی کافر نہیں ہوتا لیکن وہ قابل مذمت ہیں۔ وہ اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ایک قسم اہل بابل کا سحر ہے جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ اللہ نے فرمایا: ''یُعَلِّمُوۡنَ النَّاسَ السِّحۡرَ ۗ وَمَاۤ اُنۡزِلَ عَلَی الۡمَلَکَیۡنِ بِبَابِلَ ھَارُوۡتَ وَمَارُوۡتَ''[۱۵] بابل کے رہنے والے صابی تھے اور سات ستاروں کی پوجا کرتے تھے اور انہیں اپنا خدا تسلیم کرتے تھے اور ان کا یہ عقیدہ تھا کہ کائنات کے تمام امور وحوادث ان ستاروں کے افعال وحرکات کی وجہ سے رونما پذیر ہوئے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی طرف حضرت ابراہیمؑ کو مبعوث کیا گیا تھا۔ اہل بابل پر ایرانیوں کے غلبے سے پہلے ان کے علوم بھی شعبدہ بازیوں اور ستاروں کے بارے میں احکام پر مشتمل تھے۔ اور ان لوگوں نے سات ستاروں کے نام پر سات بت بنائے ہوئے تھے جن کی یہ پوجا کرتے تھے اور ہر ستارے کا ایک

ہیکل بنایا ہوا تھا اور وہ خیر وشر کے سلسلے میں ان ستاروں سے مدد طلب کرتے تھے۔ جن لوگوں کا کام ان لوگوں کی وجہ سے ہو جاتا، یہ جادوگر انہیں اپنے عقیدے اور نظریات کی تصدیق واعتراف کرنے کی دعوت دیتے جبکہ ان عقائد کی تصدیق کرنے والا مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر کافر ہو جاتا ہے۔

۱۔ وہ شخص ستاروں کی تعظیم کرتا اور انہیں معبود کا نام دیتا۔

۲۔ وہ اس بات کا اقرار کرتا کہ ستارے نفع ونقصان پہنچانے میں قدرت رکھتے ہیں۔

۳۔ اس بات کا اعتقاد رکھتا کہ جادوگر بھی انبیاء کی طرح معجزات دکھا سکتے ہیں۔

اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اہل باطل کی طرف دو فرشتے بھیجے جو ان کے سامنے جادوگروں کے دعویٰ کی حقیقت سے پردہ اٹھاتے اور ان کی تردید کرتے۔ وہ لوگوں کو منتروں، گنڈوں اور جھاڑ پھونک کے مہمل ہونے سے آگاہ کرتے اور انہیں بتاتے کہ یہ کفر اور شرک ہے اور لوگوں کو اس کے قبول کرنے پر تنبیہ کرتے اور انہیں کہتے: ''انما نحن فتنة فلا تكفر'' یہ ہے اہلِ بابل کے سحر کی حقیقت۔ ان کی جادوگری کی بہت سی اقسام تھیں جن میں سے زیادہ تر تخیل کی کارفرمائی تھی جن کا ظاہر ان کے حقائق کے خلاف ہوتا اور یہ تمام اقسام ایک اصول پر مبنی تھیں اور وہ تھا ستاروں کی پرستش۔ ان کو الٰہ ماننا اور ان کے لیے نذرانے پیش کرنا۔

۲۔ سحر کی دوسری قسم وہ ہے جسے لوگ جنات اور شیاطین کی گفتگو کہتے ہیں۔ جنات اور شیاطین بعض خاص قسم کے منتروں کی مدد سے ساحروں کے تابع ہو جاتے ہیں پھر وہ ان سے جو کام لینا چاہیں لے سکتے ہیں اس مقصد کے لیے خاص لوگوں سے تربیت لینا پڑتی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب کاہنوں کا طریقہ کار بھی ان سے ملتا تھا۔ منتر اور گنڈے کرنے والے عام آدمی کے لیے بہت بڑا فتنہ ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ عوام کے سامنے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جنات ان کی اطاعت ان منتروں کی وجہ سے کرتے ہیں جو اللہ کے ناموں پر مبنی ہیں۔ پھر وہ ان جنات کے ذریعے ہر قسم کے سوال کا جواب حاصل کرتے ہیں اور جس کے پیچھے لگانا چاہیں لگا دیتے ہیں۔ عوام دھوکا کھا جاتے ہیں۔ یہ دھوکے باز یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جنات ان کو غیب کی خبریں دیتے ہیں۔ امام جصاص نقل کرتے ہیں کہ عوام تو عوام خلیفہ المعتضد باللہ بھی اپنی تمام تر فہم وفراست کے باوجود ان کے جال میں پھنس گیا تھا۔

۳۔ جادو کی تیسری قسم یہ ہے کہ خفیہ طریقے سے لوگوں کو آپس میں لڑانا اور فتنہ پیدا کرنا۔ کہا جاتا ہے ایک عورت نے میاں بیوی کو آپس میں لڑانا چاہا۔ پہلے وہ عورت کے پاس گئی اور کہا تمھارے خاوند پر جادو ہو گیا۔ اب اسے تجھ سے چھین لیا جائے گا۔ اگر تو مجھے اس کے حلق کے تین بال استرے سے کاٹ دے تو میں تیری خاطر جادو کا توڑ کر دوں گی۔ پھر وہ مرد کے پاس گئی اور اس سے کہا تیری بیوی کے فلاں کے ساتھ مراسم ہیں اور آج رات وہ استرے سے تجھے قتل کر دے گی۔ ذرا بچ کے رہنا۔ جب رات کو خاوند آنکھیں بند کیے جاگ رہا تھا تو بیوی استرے سے بال کاٹنے لگی تو وہ اٹھ

کھڑا ہوا اور اسے وہیں قتل کر دیا اس کے بعد عورت کے گھر والوں نے مرد کو قتل کر دیا۔

۴۔ جادو کی چوتھی قسم یہ ہے کہ جادوگر بعض حیلوں سے ایک آدمی کو کچھ ایسی ادویات کھلا دیتا ہے جس سے اس کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے اور اس کا ذہن کام کرنا چھوڑ دیتا ہے پھر وہ اس سے ایسے کام کرواتا ہے جیسے اگر وہ ہوش میں ہوتا تو کبھی نہ کرتا۔ جب کسی کی یہ حالت ہو جاتی ہے تو لوگ اسے سحر زدہ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔

سحر کے تردیدی دلائل

امام جصاصؒ کہتے ہیں کہ جادوگروں کے خارق عادت اموراور حیلوں میں کوئی حقیقت نہیں اور ان کے تمام امور جعل سازی پر مبنی ہیں اگر ان لوگوں کو واقعی ہواؤں میں اڑنے، غیب کی باتیں سنانے، اسرار سے پردہ اٹھانے، چوریاں معلوم کر لینے اور لوگوں کو نفع ونقصان پہنچانے کا اختیار ہوتا تو یہ لوگ مملکتوں کو تہ وبالا کر دیتے۔ اقتدار پر قابض ہو جاتے۔ زمین میں دفن خزانے نکال لیتے۔ انہیں کسی قسم کی کوئی پریشانی نہ ہوتی۔ یہ جسے چاہتے فائدہ پہنچا دیتے، جسے چاہتے نقصان پہنچاتے لیکن ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ ان لوگوں کی حالت بڑی خستہ ہے یہ لوگ بڑے لالچی اور حلیہ گر ہیں اور اپنی تمام تر خارق العادات امور کے باوجود دوسروں کی نسبت انتہائی پستی اور ذلت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ جس سے ان کے دعوے خاک میں مل جاتے ہیں۔ دوسری طرف عوام ان سے ایسے مرعوب ہیں کہ وہ ان کے دعووں کی تکذیب کرنے والوں پر شدید تنقید کرتے ہیں اور اس سلسلے میں من گھڑت اور جعلی احادیث بھی روایت کرتے ہیں اور ان کے صحیح ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ دراصل قصہ گو اور راویان حدیث نے اس قسم کی کہانیاں سنیں اور انہیں حدیث سمجھ کر ان کی تصدیق کی اور آگے بیان کر دی، عوام اس قسم کے گھٹیا قصوں کو سچ مانتے ہیں۔ حالانکہ اس قسم کے قصوں کی تصدیق کرنے والا مقام نبوت کو نہیں جانتا اور وہ اس چیز سے امن میں نہیں کہ انبیاء کرام کے معجزات کو بھی اسی نوع سے شمار کرنا شروع کر دے کہ وہ بھی جادوگر تھے جبکہ اللہ نے واضح انداز میں فرمایا ہے: ''لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ''(۱۶)

اس سے بھیانک اور گھناؤنی چال اور کیا ہو سکتی ہے کہ یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر ہوا ہے اور اس کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر شدید ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انہ یتخیل لی انی اقول الشئ وافعلہ ولم اقلہ ولم افعلہ''(۱۷) نیز یہ کہ ایک یہودی عورت نے کھجور کے کھوکھلے گابھے میں کنگھی اور پرانے کپڑے کا ٹکڑا رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا۔ پھر حضرت جبرائیلؑ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا کہ آپ پر کھجور کے کھوکھلے گابھے کے ذریعے جادو ہوا ہے اور وہ کنویں کے پتھر تلے دبایا گیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے نکلوایا تو سحر کی تکلیف ختم ہو گئی۔(۱۸) حالانکہ اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے: ''إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا''(۱۹)

یہ اور اس قسم کی دیگر روایات ملحدین کی وضع کردہ ہیں تاکہ وہ لوگوں پر ذہنی غلبہ حاصل کر سکیں اور انہیں انبیاء کرام کے معجزات کے ابطال کی طرف مائل کر سکیں اور انہیں یہ بتا سکیں کہ معجزہ اور جادو میں کوئی فرق نہیں بلکہ دونوں کی بنیاد ایک ہے۔ امام جصاصؒ کہتے ہیں کہ تعجب تو ان لوگوں پر ہوتا ہے جو انبیاء کرام کی تصدیق اور ان کے معجزات کو ثابت کرتے اور پھر اس قسم کے جادوگروں کے افعال کی بھی تصدیق کرتے ہیں باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جہاں سے بھی جادوگر آئے فلاح نہیں پائے گا۔'' ان حضرات نے ایسے شخص سے تصدیق کی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے تکذیب کی ہے۔ اور جہاں تک یہودی عورت کا واقعہ ہے تو یہ ممکن ہے اس نے اپنی جہالت کی بنا پر ایسا کیا ہو۔ یہ گمان کرتے ہوئے یہ جادو جسموں میں اثر پذیر ہوتا ہے۔ اور اس طرح اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچانے کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے آگاہ کر دیا تاکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل بن جائے اور اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اس عورت کی اس حرکت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان بھی پہنچا۔ تمام راویوں نے اس بات کو ذکر نہیں کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر ہوا تھا۔ یہ تو صرف حضرت زیدؓ کی روایت میں الفاظ ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ معجزات اور جادو میں فرق ہوتا ہے انبیاء کرام کے معجزات حقائق پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان کا ظاہر اور باطن ایک ہوتا ہے اور ان میں جس قدر آدمی غور کرتا جائے ایمان اور بصیرت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، اگر تمام مخلوق بھی اس معجزہ کے مقابلے میں کوئی چیز پیش کرنا چاہے تو ناکام رہتی ہے جبکہ جادوگروں کے خرق عادت امور اور حیلوں میں کوئی حقیقت نہیں ہوتی اور ان میں ذرا بھی غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ محض شعبدہ بازیاں ہیں اور کوئی آدمی بھی اگر ان کو سیکھنا چاہے تو سیکھ سکتا ہے۔

ساحر کو سزا دینے کے بارے میں فقہاء کی آراء

امام جصاصؒ نے ساحر کے بارے میں فقہاء کی آراء کا تفصیلی جائزہ لیا ہے جس کے بنیادی نکات پیش کیے جائیں گے۔ وہ اس سلسلے میں اسلاف کی مختلف روایات نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: اسلاف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جادوگر کو قتل کرنا واجب ہے اور بعض نے اس کے کفر پر نص قائم کی ہے اور وہ مندرجہ ذیل حدیث سے استدلال کرتے ہیں: ''قال الجصاص: حدثنا عبدالباقی بن قانع حدثنا عثمان بن عمر الضبی قال حدثنا عبدالرحمٰن بن رجاء قال اخبرنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن هبیرة عن عبدالله قال من اتی کاهنا او عرافا او ساحراً فصدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد علیه السلام''[۲۰] اور جادوگر کے قتل کرنے کے وجوب پر مندرجہ ذیل حدیث دلالت کرتی ہے: ''قال الجصاص: حدثنا ابن قانع حدثنا بشر بن موسیٰ قال حدثنا ابن الاصبهانی قال حدثنا ابو معاویة عن اسماعیل بن مسلم عن الحسن بن جندب ان النبیصلی الله علیه وسلم قال: حد الساحر ضربه بالسیف''[۲۱] امام جصاصؒ

کہتے ہیں: اس حدیث میں دو امور پر دلالت ملتی ہے: ۱۔ساحر کا قتل کرنا واجب ہے۔ ۲۔توبہ اس کی حد کو زائل نہیں کر سکتی دیگر حدود کی طرح جب وہ واجب ہو جائیں۔

امام ابو حنیفہؒ کے مطابق اگر جادوگر کے بارے میں پتہ چلے کہ وہ جادوگر ہے تو اسے قتل کر دیا جائے اور اس کی بات قبول نہیں کی جائے گی۔اور جب وہ اقرار کرے کہ وہ جادوگر ہے تو اس کا خون حلال ہو جائے گا۔اسی طرح غلام مسلم اور آزاد ذمی یہ اقرار کریں کہ وہ جادوگر ہیں تو ان کا خون بھی مباح ہو جائے گا۔اسی طرح اگر دو گواہ اس کے خلاف گواہی دیں اور اس کی حالت سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہو تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔اگر وہ کہے کہ عرصہ دراز سے اس نے یہ کام چھوڑ دیا ہے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی۔اسی طرح امام مالکؒ کی رائے ابو مصعبؒ نے نقل کی ہے کہ اگر مسلمان جادو کا عمل کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا اور اس کی توبہ تسلیم نہیں کی جائے گی۔کیونکہ اگر مسلمان باطنی طور پر مرتد ہو جائے تو اسلام کے اظہار کرنے سے اس کی توبہ کا پتہ نہیں چل سکتا۔تاہم اہل کتاب کے جادوگر کو صرف اس وقت قتل کیا جائے گا جب وہ مسلمانوں کو ایذاء پہنچائے کیونکہ اس نے مسلمانوں کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو توڑا ہے۔جبکہ امام شافعیؒ کی رائے میں اگر ساحر یہ کہے کہ میں جادو کرتا ہوں اور کبھی میرے عملیات کی وجہ سے آدمی مر جاتا ہے اور کبھی نہیں مرتا اور یہ آدمی میرے جادو کرنے کی وجہ سے مرا ہے تو اس سے دیت وصول کی جائے گی۔لیکن اگر وہ یہ کہے کہ میں جادو کرتا ہوں اور ہمیشہ آدمی کو مار دیتا ہوں اور اس آدمی کو میں نے ارادتاً قتل کیا ہے تو اس صورت میں اسے قصاص کے طور پر قتل کر دیا جائے گا۔

فقہاء کرام کی ان آراء کو ذکر کرنے کے بعد امام جصاصؒ کہتے ہیں کہ سحر کی مختلف اقسام میں سے پہلی قسم ہم نے اہل بابل کے سحر کی بیان کی تھی جو ستارہ پرست تھے اور اسی حوالے سے قرآن کی آیت: ''وَمَآ أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ''(۲۲) نازل ہوئی جس واضح ہوتا ہے کہ اس سحر کو ماننے والا، سچ سمجھنے والا اور اس کا عامل تمام کفر کا ارتکاب کرنے والے ہیں۔احناف کا یہی نظریہ ہے اور میرے نزدیک اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔اور یہی وہ پہلی قسم ہے جس کے کرنے والے کو قتل کرنا جائز ہو جاتا ہے۔اور وہ لوگ جو منتروں سے، ہاتھ کی صفائی سے، عقل پر پردہ ڈالنے والی ادویات سے، جان لیوا زہر پلانے سے، چغل خوری اور لگائی بجھائی سے اور لوگوں کو آپس میں لڑا کر جادو کے کرتب دکھاتے ہیں، اگر وہ اس کا اعتراف کریں کہ یہ شعبدہ بازیاں ہیں تو ان پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جائے گا بلکہ مناسب طریقے سے ان کی تادیب کی جائے گی اور انہیں روکا جائے گا۔

جادوگر پر کفر کا حکم

احناف اور مالکیہ کے نزدیک جادو کی بیان کردہ اقسام میں سے پہلی قسم کا جادوگر کافر ہے جبکہ امام شافعیؒ کے نزدیک اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جائے گا۔امام شافعیؒ کی رائے میں سحر معصیت ہے او

راگر اس کے ذریعے ساحر ہلاک کر دے تو اسے قتل کر دیا جائے گا اور اگر تکلیف اور ایذاء پہنچائے تو اس کی مقدار اس کو سزا دی جائے گی۔ امام جصاصؒ نے امام شافعیؒ کے مسلک پر سیر حاصل بحث کی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے جادوگر کو اس کے سحر کی وجہ سے کافر قرار نہیں دیا بلکہ دیگر مجرموں کی طرح اسے ایک مجرم قرار دیا ہے۔ اس سے قبل بحث میں یہ بات ثابت کی جا چکی ہے کہ اسلاف کے اقوال اس امر کے موجب ہیں کہ جب جادوگر پر اس کی جادوگری کا داغ لگ جائے تو اس کا خون مباح ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضرات سلف ساحر کو کافر سمجھتے تھے۔ اور اس سلسلے میں امام شافعیؒ کی رائے اسلاف کے اقوال کے مخالف ہے اور ان حضرات میں سے کسی کی بھی یہ رائے نہیں کہ اگر جادوگر اپنے عمل کی وجہ سے کسی کو قتل کر دے تو وہ واجب القتل ہوگا۔ (۲۳)

اور زیر بحث آیت ساحر کے کفر پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا'' اس آیت سے واضح ہے کہ شیطان حضرت سلیمانؑ کے نام سے جن باتوں کی خبر دیتے ہیں اور جس جادو کا دعویٰ کرتے ہیں وہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کفر کی حضرت سلیمانؑ سے نفی کی اور شیطان پر وہ حکم عائد کر دیا اور اس پہ اپنے اس قول کو عطف کیا: ''وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ''(۲۴)

اس حصے میں بھی اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں کے بارے میں بتا دیا کہ وہ جسے جادو سکھاتے تھے اسے کہتے تھے ''ہم تو نری آزمائش ہیں تم کفر مت اختیار کرو۔'' اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ان کا عمل کرنا اور اعتقاد رکھنا کفر ہے۔ اس کے بعد متصلاً فرمایا: ''وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ. وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ''(۲۵) اس آیت میں اللہ نے جادوگری کو ایمان کی ضد قرار دیا ہے کیونکہ ایمان کو سحر کے مقابلے میں ذکر کیا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جادوگر کافر ہے اور اگر وہ اس سے قبل مسلمان تھا تو جادوگری کی وجہ سے کافر ہوگیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ''من بدل دینه فاقتلوه''(۲۶) کے تحت اسے قتل کا مستحق ہوگیا لیکن مرتد کے برخلاف ساحر کی توبہ قبول نہ کی جائے گی احناف اور مالکیہ کی یہی رائے ہے۔ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے ساحر اور مرتد کے درمیان فرق کیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جادوگر اپنے کفر کے ساتھ فساد فی الارض کی کوشش بھی کرتا ہے۔(۲۷)

سحر کے متعلق امام جصاصؒ کی آراء کا تجزیہ وتحقیق

سحر کے بارے میں امام جصاصؒ کی آراء کا خلاصہ پیش کیا جا چکا ہے جس میں انہوں نے سحر کا معنی ومفہوم، اس کی اقسام، اس کی حقیقت، سحر اور معجزہ میں فرق اور جادوگر کی سزا کے بارے میں فقہاء کرام کے اختلاف کو بیان کیا تھا۔ جہاں تک سحر کے لغوی معنی ومفہوم، اس کی اقسام، سحر اور معجزہ میں فرق اور

جادوگر کے بارے میں فقہاء کی آراء کا تعلق ہے تو امام جصاصؒ کی آراء اسلاف کی آراء سے موافق ہیں۔

مثلاً سحر کا لغوی معنی امام جصاصؒ کرتے ہیں: ''ما لطف وخفی سببه''[۲۸] اور لغت کے امام ابن منظورؒ لکھتے ہیں: ''السحر كل ما لطف ما خذه ودق''[۲۹] اور الجوہریؒ لکھتے ہیں: ''السحر الاخذة وكل ما لطف ماخذه ودق فهو سحر وسحره ايضا بمعنى خدعه''[۳۰] مشہور مفسر امام آلوسیؒ لکھتے ہیں: ''السحر في الاصل مصدر سحر يسحر بفتح العين اذا أبدئ مايدق ويخفى وهو من المصادر الشاذ ويستعمل بما لطف وخفى سببؤ والمراد بؤ امر غريب يشبؤ الخارق''[۳۱] یہ لغوی تعریفات اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ امام جصاصؒ لغوی معنی کے تعین میں اسلاف سے متفق ہیں تاہم ان کا اسلاف کے ساتھ بنیادی اختلاف اس بات پر ہے کہ کیا سحر کی حقیقت ہے یا نہیں۔ اس سلسلے میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اہل سنت کے برعکس معتزلہ کی آراء کو اختیار کرتے ہیں۔ جس کے مطابق سحر کی کوئی حقیقت نہیں، یہ محض فنکاری اور شعبدہ بازی ہے اور اس کے ذریعے کسی کو کوئی نفع ونقصان نہیں پہنچایا جا سکتا۔ اس سلسلے میں امام جصاص کے بیان کردہ دلائل وہی ہیں جن کو معتزلہ بیان کرتے ہیں۔ ان دلائل کا تجزیہ کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس سلسلے میں معتزلہ اور اہل سنت کے دلائل کو اجمالی طور پر بیان کر دیا جائے۔

معتزلہ کے دلائل

سحر کی کوئی حقیقت نہیں اور اس سلسلے میں معتزلہ مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتے ہیں:

۱۔ ''سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ''[۳۲]

۲۔ ''يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى''[۳۳]

۳۔ ''وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى''[۳۴]

پہلی آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سحر صرف آنکھوں کو مرغوب کرنے کے لیے ہے اور بس۔ دوسری آیت اس کی تائید کرتی ہے کہ سحر محض تخیل ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں اور تیسری آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سحر کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ ساحر سے فلاح کی نفی کی گئی ہے۔

۴۔ معتزلہ یہ کہتے ہیں اگر جادوگر واقعی پانی پر چلنے، ہواؤں میں اڑنے، مٹی کو سونے میں تبدیل کرنے پر قادر ہوتا ہے تو انبیاء کرام کے معجزات کی تصدیق باطل ہے اور حق باطل کے ساتھ مل جاتا ہے اور انبیاء کے معجزات اور جادوگروں کے خارق العادات امور میں کوئی فرق نہیں رہتا اور یہ تمام ایک ہی نوعیت کے ہو جاتے ہیں۔

اہلِ سنت اور جمہور علماء کے دلائل

اہلِ سنت کے نزدیک سحر میں حقیقت ہوتی ہے اور اس سے نفع ونقصان کے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں وہ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل دلائل دیتے ہیں:

۱۔ "سَحَرُوۡۤا اَعۡیُنَ النَّاسِ وَاسۡتَرۡهَبُوۡهُمۡ وَجَآءُوۡ بِسِحۡرٍ عَظِیۡمٍ"۔(۳۵)

۲۔ "فَیَتَعَلَّمُوۡنَ مِنۡهُمَا مَا یُفَرِّقُوۡنَ بِهٖ بَیۡنَ الۡمَرۡءِ وَزَوۡجِهٖ"۔(۳۶)

۳۔ "وَمَا هُمۡ بِضَآرِّیۡنَ بِهٖ مِنۡ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ"۔(۳۷)

۴۔ "وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ"۔(۳۸)

پہلی آیت حقیقت سحر کی دلیل ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا: ''وَجَآءُوۡ بِسِحۡرٍ عَظِیۡمٍ'' ''وہ آئے بہت بڑے سحر کے ساتھ۔'' دوسری آیت اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ وہ سحر کے ذریعے میاں بیوی کے درمیان تفرقہ پیدا کر سکتے ہیں۔ تیسری آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سحر سے نقصان ہو سکتا ہے تاہم وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے معلق ہے اور چوتھی آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سحر کے بہت زیادہ اثرات ہوتے حتیٰ کہ ہمیں جادوگروں سے جو کہ گانٹھوں پر پھونکے مارتے ہیں سے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔(۳۹)

۵۔ اور اس سلسلے میں مندرجہ ذیل حدیث صحیحہ بھی موجود ہے۔

۱۔ ''عن عائشة رضی الله عنها قالت: سحر رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی انه یخلیل الیه انه یفعل الشئ وما فعله، حتی اذا کان ذات یوم وهو عندی دعا الله ودعا ثم قال شعرت یا عائشة: ان الله قد افتانی فیما استفتیته فیه قلت: وما ذاك یا رسول الله قال: جاء نی رجلان فجلس احدهما عند الراسی۔ ولآخر عند رجلی ثم قال: احدهما لصاحبه: ما وجع الرجل قال: مطبوب قال: ومن طبه؟ قال: لبید بن الاعصم الیهودی من بنی زریق قال: فیما ذا؟ قال: فی مشط ومشاطة وجف طلعة ذکر قال: فاین هو قال: فی بئر ذی اروان قال: فذهب النبی صلی الله علیه وسلم فی اناس من اصحابه الی البئر فنظر الیها وعلیها نخل ثم رجع الی عائشة فقال: والله لکان ماءها نقاعة الحناء ولکان نخلها رؤس الشیاطین قلت: یا رسول الله افاخرجته قال: لا اما انا فقد عافانی الله وشفانی وخشیت ان اکرر علی الناس منه سراً وامر بها فدفنت''(۴۰)

امام ابن العربی المالکیؒ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کا شان نزول بیان کرتے ہوئے ضمنی طور پر سحر کی بابت لکھتے ہیں اور اس سلسلے میں وہ مذکورہ بالا حضرت عائشہؓ سے مروی حدیث بھی بیان کرتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سحر کے بارے میں ان کی رائے اہل سنت اور جمہور علماء سے متفق ہے۔(۴۱)

اسی طرح امام قرطبیؒ کہتے ہیں: کسی نے بھی اس چیز سے انکار نہیں کیا کہ جادوگر ایسے خارق العادت امور سر انجام دے سکتا ہے جو عام آدمی کے بس کی بات نہیں۔ بیمار کرنا، میاں بیوی میں تفرقہ ڈالنا، عقل کو زائل کر دینا، اعضاء کو ٹیڑھا کر دینا یہ تمام ایسے امور ہیں جو عام آدمی کے بس کا کام نہیں۔ وہ ہواؤں میں اڑتے، پانی پر چلتے ہیں اور کتے پر سواری کرتے ہیں۔ اور اس کا سبب سحر نہیں ہوتا اور نہ سحر اس کی علت ہوتا ہے

اور نہ ہی جادوگران کو کرنے میں مستقل بالذات ہوتا ہے۔ ان اشیاء کو اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اور سحر کے ہونے پر ان کو ظاہر کر دیتا ہے جیسے کھانا کھانے سے بھوک اور پانی پینے سے پیاس ختم ہو جاتی ہے۔ تمام مسلمانوں کا اس امر پر اجماع ہے کہ سحر کے ذریعے نہ تو ٹڈیوں، جوؤں اور مینڈکوں کی بارش ہو سکتی ہے، نہ سمندروں کو پھاڑا جا سکتا ہے، نہ مردوں کو زندہ کیا جا سکتا ہے، نہ گونگوں کو زبان دی جا سکتی ہے۔ یہ اور قسم کے بے شمار انبیاء کرام کے ایسے معجزات ہیں جو قطعاً جادوگر نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ جادوگر کے ارادے کے باوجود بھی ان کو نہیں پیدا کرتا۔(۴۲) اس حوالے سے عصر حاضر کے نامور مفسر محمد علی الصابونی اھل سنت کے نقطہ نظر کی ترجمانی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سحر کی حقیقت اور تاثیر نفس پر ہوئی ہے کیونکہ یہ بات قرآن سے ثابت ہے کہ سحر سے میاں بیوی کے درمیان عداوت اور جدائی پیدا کی جا سکتی ہے۔ اور یہ سحر کے اثرات میں سے ایک اثر ہے اور اگر سحر کی تاثیر نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ گانٹھوں پہ پھونکیں مارنے والوں سے پناہ مانگنے کا حکم نہ دیتا اور اکثر یہ سحر شیطانی ارواح کی استعانت حاصل کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اس کا اثر اور نقصان ہوتا ہے لیکن یہ اثر کسی کو صرف اللہ کے اذن ہی سے پہنچ سکتا ہے اور نہ ظاہری اسباب سے ایک سبب ہے جو کہ اسباب کو پیدا کرنے والے کی مشیت پر موقوف ہوتا ہے۔(۴۳)

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہے کہ امام جصاصؒ کا سحر کے حوالے سے نقطہ نظر احناف اور جمہور علماء کے بجائے معتزلہ کے قریب ترین ہے۔ غالباً اسی وجہ سے معتزلی علماء نے اُن کو معتزلہ میں شمار کیا ہے جیسا کہ قاضی عبدالجبار نے معتزلہ کو مختلف طبقوں میں تقسیم کیا ہے اور پہلے طبقے میں خلفائے اربعہ اور پھر طبقات صحابہ و تابعین اور اس طرح بارہویں طبقے میں امام جصاصؒ کو شمار کیا ہے۔ لیکن اس سے امام جصاصؒ کا معتزلی ہونا لازم نہیں آتا ہے ورنہ صحابہ و تابعین کو بھی معتزلی ماننا جائے جن کو انھوں نے طبقہ اولی میں شمار کیا ہے۔ اسی طرح اگرچہ وہ سحر کے حوالے سے معتزلی فکر رکھتے ہیں لیکن اس نقطہ نظر کی وجہ سے اُن کو معتزلی قرار دینا درست نہیں۔ درحقیقت یہ اُن کا ایک علمی تفرّد ہے جس کا وجود مجتہدین میں ہونا ایک عمومی بات ہے۔ تاہم اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو امام جصاصؒ نے اپنی کتب میں معتزلہ کے دیگر افکار کو واضح انداز میں ہدف تنقید بنایا ہے اور اس سلسلے میں وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب، وعدہ وعید، خلق قرآن وغیرہ جیسے معتزلہ اور اہل سنت کے مابین نزاعی مسائل میں ہمیشہ اہل سنت کی تائید کرتے ہیں۔ اس لیے رویت باری تعالیٰ اور سحر کے حوالہ سے اُن کی نقطہ ہائے نظر کو اُن کے تفرّدات پر محمول کیا جائے گا۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ اللکھنوی، عبدالحئ: الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیہ، مطبوعہ ہندوستان، طبع اول، ۱۳۲۴ھ، ص ۸، ۷

۲۔ اللکھنوی: الفوائد البھیۃ، تعلیق: سید محمد بدر الدین ابو الفوارس، ص ۲۸

۳۔ الجشمی، ابو سعد: سرح العیون، فصل الاعتزال وطبقات المعتزلہ، ص ۳۹۱؛ القاضی، عبد الجبار: فرق وطبقات المعتزلہ، تحقیق: الدکتور علی سامی النشار، عصام الدین محمد علی، ص ۱۲۵

۴۔ الذہبی، شمس الدین: سیر اعلام النبلاء، تحقیق: شعیب الارناؤوط وصالح السمر، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۲ء، ۱/ ۲۳۲

۵۔ الذہبی، محمد حسین: التفسیر والمفسرون، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء، ۲/ ۴۱۴

۶۔ البقرۃ: ۱۰۲

۷۔ ابن عدی: الکامل فی الضعفاء، بیروت، لبنان، ۳/ ۱۲۸۲

۸۔ الشعراء: ۱۵۳

۹۔ الشعراء: ۱۸۶

۱۰۔ الفرقان: ۷

۱۱۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ: صحیح البخاری، کتاب الطب، باب ان من البیان لسحرا، حدیث رقم: ۵۷۶۷، ص ۱۰۱۸؛ ابوداؤد: سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی التشدق فی الکلام، ۲/ ۳۳۵

۱۲۔ الجصاص، ابن علی الرازیؒ: احکام القرآن، ایور گرین پریس، لاہور، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء، ۱/ ۴۲، مسند الامام احمد، تحقیق احمد شاکر، حدیث رقم: ۲۴۲۴، ۴/ ۱۳۸

۱۳۔ الاعراف: ۱۱۶

۱۴۔ طٰہٰ: ۶۶

۱۵۔ البقرۃ: ۱۰۲

۱۶۔ طٰہٰ: ۶۹

۱۷۔ البخاری: صحیح البخاری، کتاب الطب، باب السحر، حدیث رقم ۵۵۶۶

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ الاسراء: ۴۷

۲۰۔ الجصاصؒ، الامام: احکام القرآن، ۱/ ۵۰؛ البیہقی، احمد بن الحسین: السنن الکبریٰ، کتاب القسامۃ، باب تکفیر الساحر وقتلہ، (عن طریق ابی ھریرۃ)، ۸/ ۱۳۵